

Yeh Hain Qudrat Kay Faislay Teen Auratien Teen Kahaniyan

[شازہ ہمارے پڑوس میں رہتی تھی۔ ان دنوں موبائل فون نہیں تھے اور ٹیلی فون بھی کسی کسی گھر میں ہوتا تھا۔ ہمارے گھر فون لگا ہوا تھا جبکہ شازہ کے گھر ٹیلی فون نہیں تھا۔ شازہ اکثر ٹیلی فون کے بہانے ہمارے گھر آجاتی تھی، کبھی اس کو کہیں فون کرنا ہوتا تھا، کبھی اس کا کوئی فون آجاتا تھا۔ ہم پڑوسی ہونے کے ناتے اس کو بلالیا کرتے تھے۔ مگر ہر بار جب بھی کوئی فون آتا، شازہ ہنس ہنس کر باتیں کرتی اور اس دوران اس کو اپنا اور کسی دوسرے کا کوئی خیال نہ رہتا۔ وہ یہ بھی نہ سوچتی کہ ہم پڑوس والے اس کے بارے میں کیا خیال کریں گے۔] 'n شازہ کے والدین کی آپس میں نہیں بنتی تھی۔ ہر وقت لڑتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے اولاد پر صحیح توجہ نہیں دے پاتے تھے۔ دراصل شازہ اپنے گھر کے ماحول سے اکتائی ہوئی اور مایوس تھی۔ وہ بار بار مجھ پر اپنے احساسات کا اظہار کرچکی تھی۔ کہتی تھی، تم کتنی خوش قسمت ہو، تمہارے پاس اگر مجھے بڑا سکون ملتا ہے، دل کرتا ہے تمہارے گھر رہ جاؤں، تمہارا گھر تو جنت ہے۔ ایک میرا گھر ہے جہاں ہر وقت امی اور ابو کی چپقلش رہتی ہے۔ انہوں نے تو زندگی کو جہنم کا نمونہ بنا رکھا ہے۔ دل چاہتا ہے کہیں بھاگ جاؤں۔' 'n ایک دن شازہ کافون آیا۔ میں نے اس کو اپنے گھر کی کھڑکی سے اشارہ کرکے بتایا کہ تمہارا فون آیا ہے۔ وہ دوڑی ہوئی آئی۔ فون پر کسی نے اس سے نہ جانے کیا کہا کہ رونے لگی۔ امی باورچی خانے میں تھیں اور میں اپنے کمرے میں جبکہ فون برآمدے میں لگا ہوا تھا، اچانک اپنے کمرے سے نکلی تو شازہ کو رونے ہوئے دیکھا۔ بڑی حیران ہوئی کہ شازہ کو کسی نے ایسی کیا بات کہہ دی ہے جو وہ فون سنتے سنتے رونے لگی ہے۔' 'n جب اس نے ریسپورک دیا تو میں اس کے پاس گئی اور پوچھا۔ شازی کیا بات ہے تم کیوں رورہی تھیں؟ کہنے لگی۔ بہت بدنصیب ہوں مانو۔ اپنے گھر کے ماحول سے چھٹکارا پانے کے لیے میں نے احمد کا سہارا لیا تھا۔ اس نے بڑے وعدے کئے تھے کہ تمہارا ساتھ دوں گا لیکن آج اس نے اپنی منگیتر سے شادی کرلی ہے۔ میں نے اپنا سب کچھ اس پر قربان کیا اور اس موڑ پر اگر احمد نے مجھے دھوکا دے دیا۔' 'n مجھ کو شازہ پر رحم آیا۔ اس کے آنسو پونچھے، تسلی دی اور پانی پلایا۔ یہ بھی ڈر تھا کہ اس کے ساتھ بدمردی کرنے ہوئے امی مجھے دیکھ نہ لیں۔ کیونکہ جب وہ فون سننے آتی تھی، ہم اس سے لاتعلق سے رہتے تھے۔' 'n احمد اور شازہ کا قرب کس حد تک تھا، یہ تو خدا ہی جانے مگر شازہ پر احمد کی بے وفائی کا گہرا اثر ہوا اور وہ بیمار ہوگئی۔ تاہم میرے علاوہ اس نے کسی کو یہ نہیں بتایا کہ اس پر کیا گزر رہی ہے۔ شازہ کو عجیب سے دورے پڑنے لگے۔ کافی علاج ہوا لیکن وہ اچھی نہ ہو سکی۔ لوگوں کی زبان کون روک سکتا ہے۔ کوئی کہتا لڑکی کی شادی جلد کردینی چاہیے، کوئی کہتا کہ جنوں کا سایہ ہے۔ آخر اس کی ماں اس کو پشاور لے گئی جہاں شازہ کی بڑی بہن کا گھر تھا۔' 'n تین ماہ کے بعد شازہ اور اس کی ماں واپس گھر لوٹ آئیں۔ اب شازہ کافی سنہیل چکی تھی۔ وہ ہمارے گھر بھی آئی۔ پہلے سے بہتر اور پرامید نظر آتی تھی۔ اس کے آتے ہی پھر وہی پرانا سلسلہ چل پڑا۔' 'n ہمارے یہاں فون آتا، میں کھڑکی سے اشارہ کرتی تو وہ دوڑی ہوئی آجاتی۔ ابو اور بھائی گھر سے باہر ہوتے، صرف میں اور امی ہوتے تھے، اس لئے وہ بے دھڑک چلی آتی تھی۔' 'n اس دفعہ کچھ اور معاملہ تھا۔ شازہ اب کسی اور لڑکے سے شادی کی باتیں کرتی تھی۔ فون اکثر آتا تھا تو شازہ اس کو یہی کہتی تھی کہ تم میرے گھر آجاؤ اور میرے والدین کو کہو کہ وہ شادی کی تاریخ دیں۔' 'n ایک دن امی نے شازہ کی ماں سے یہ بات کہہ دی کہ تمہاری لڑکی کسی لڑکے سے شادی کی باتیں کرتی ہے ... کیا یہ بات تمہارے علم میں ہے؟ وہ بولی، ہاں یہ کسی سے شادی کرنا چاہتی ہے مگر لڑکا میں نے دیکھا ہے اور نہ شازہ کے ابو نے۔ مگر اس لڑکی کی ضد ہے کہ نادر سے شادی کرنی ہے۔' 'n حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے شازہ کے والدین نے شادی کے لیے ہاں تو کردی مگر وہ اب بھی چپ چاپ رہتے تھے کیونکہ لڑکا ابھی تک ان کے سامنے نہیں آیا تھا۔ ظاہر ہے جب تک لڑکا دیکھا نہ ہو، اطمینان کیسے آتا۔ وہ عجب تذبذب کی کیفیت میں تھے۔ ادھر شازہ بھی کہہ لیتی تھی لڑکا صرف ایک بار آئے گا ... بس شادی کے وقت۔' 'n اس بات کا ڈکھ اس کے والدین کو بہت تھا کہ لڑکا پہلے کیوں نہیں آسکتا، صرف بیاہ کے وقت ہی کیوں آئے گا۔ ہم بھی سوچتے تھے کہ یہ کیسی عجیب شادی ہوگی کہ لڑکا صرف بیاہ کے وقت آئے گا۔' 'n شازہ کا گھر بے سکون اور بکھرا بکھرا تھا۔ ان دنوں تو سارے گھر میں اکیلی شازہ ہی خوش تھی، باقی سارے لوگ گم صم تھے۔' 'n ایک دن نادر کا فون آیا کہ شازہ میں نے تمہارے والد کے دفتر میں فون کرکے شادی کی تاریخ لے لی ہے۔ اس دن تو اس لڑکی کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہیں تھا۔' 'n شادی کی تیاری کا مرحلہ آیا۔ یہ مرحلہ بھی اکیلی شازہ طے کر رہی تھی۔ اکیلی ہی بازار جاتی، اپنے لیے کپڑے، چیزیں، گوشت کناری کا سامان اور دیگر خریداری کرتی۔ گھر والے اس کے کسی کام میں ہاتھ نہیں بٹا رہے تھے، وہ پھر بھی خوش نظر آتی تھی۔' 'n مجھے کہتی مانو! کم از کم اس جہنم سے نجات مل جائے گی۔ میں جلد از جلد اس گھر سے دور ہوجانا چاہتی ہوں۔' 'n وہ اپنی شادی کے جوڑے ہمارے گھر لے کر آئی۔ امی نے اس پر ترس کھا کر کچھ دوپٹے رکھ لیے اور مجھے کہا کہ اس کے دوپٹوں پر گوشت لگا دو، یہ اکیلی سارا کام کر رہی ہے۔ میں نے اس کے دوپٹوں پر کناری لگائی اور کچھ کپڑوں کی تیاری میں اس کی مدد کی۔' 'n والدین کو بہت دکھ تھا۔ بھائی بھی چپ تھے کہ جس لڑکے کو نہ انہوں نے دیکھا، نہ یہ پتا کہ اس کا خاندان کیسا ہے اور وہ کیا کرتا ہے ...؟ شازہ نے اس سے شادی کے لیے ضد پکڑ لی تھی۔ آخر اپنی بات ان سے منواہی لی۔ بار بار کہتے تھے، ایک بار لڑکا نکاح سے قبل ہم سے مل لے۔ مگر ان کو یہی جواب ملتا تھا کہ مجبوری ہے، وہ نہیں آسکتا، بس شادی کے وقت ہی آسکے گا۔' 'n بالآخر شادی کا دن بھی آگیا۔ شازہ کی بہن پشاور سے آگئی۔ پاس پڑوس کے چند لوگوں کو بھی بلایا گیا تھا۔' 'n تاہم یہ شادی چپ چاپ ہو رہی تھی، نہ کوئی ڈھولک نہ خوشی ... دولہا کو جمعرات والے دن اپنے چند دوستوں کے ساتھ آنا تھا اور جمعہ کو بارات کے ساتھ شازہ نے رخصت ہوجانا تھا کہ بدھ کے دن فون آگیا۔' 'n اب لوگ ٹھہر جائیں، یہ شادی سوچ سمجھ کر کریں۔' 'n یہ دولہا کے بڑے بھائی کا فون تھا۔ شام کو نادر کا بھائی آگیا اور اس نے ہنگامہ کر دیا کہ یہ شادی کیسے ہوگی جبکہ میرے بھائی نے اپنی بہن کا زیور چوری کیا ہے، ہم نے اس پر چوری کا کیس کیا ہوا ہے۔ وہ مفروضہ ملزم ہے۔ یہ ساری باتیں شازہ کے والد سر نیچا کرکے سنتے رہے۔' 'n اگلے دن پولیس دروازے پر کھڑی تھی، کسی نے پولیس کو مطلع کر دیا کہ نادر جو مفروضہ ملزم ہے، اس کی اس گھر میں آج شادی ہے اور وہ آنے والا ہے لہذا اس کو گرفتار کرلو۔' 'n پولیس نے اگر شازہ کے والد سے کہا۔ دولہا کو ہمارے حوالے کر دو، ہم نے اس کو تھانے لے جانا ہے۔ انکل نے جواب دیا وہ آئے تو سہی، ابھی وہ آیا ہی نہیں اور نہ ہی ہمیں اس کے حالات پتا ہیں کہ دراصل معاملہ کیا ہے؟' 'n شازہ کے گھر میں ایک ہنگامہ مچ گیا ... جیسے کوئی مر گیا ہو۔ ماں سکتے میں بیٹھی تھی اور بھائی سوچ رہے تھے کہ والد نے بغیر سوچے سمجھے بیٹی کے کہنے میں آکر ہاں تو کر دی تھی

کو کہا کہ آپ پولیس مگر اب کیا کریں۔'، n' کچھ محلے کے شریف لوگ اکٹھے ہو کر تھانے گئے اور انہوں نے انسپکٹر لڑکی والوں کے دروازے سے ہٹائیں۔ جب ملزم آئے گا ہم خود آکر آپ کو بلا لیں گے، مگر ابھی خدا کے لیے ان بیچاروں کے گھر کے دروازے پر پولیس کو نہ بٹھائیں کیونکہ شادی میں ان کے رشتے دار اکٹھے ہو گئے ہیں، ان کی بے عزتی ہو رہی ہے۔ پولیس والوں نے ان کی یہ بات مان لی اور وہ وہاں سے چلے گئے لیکن وہ اپنے آدمی سادہ کپڑوں میں ان کے گھر کے اردگرد تعینات کر گئے۔' n' جمعرات کو نادر اپنے دو چار دوستوں کے ہمراہ دلہن کے گھر آگیا۔ شازیم کے والد نے اس کو بتایا کہ پولیس اٹی تھی۔ ہماری بنی بنائی عزت خراب ہو گئی۔ محلے والے الگ باتیں بنا رہے ہیں۔ ادھر دلہن کی ماں کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔'، n' گھر والوں نے دلہن کو سمجھایا کہ اب بھی وقت ہے تم انکار کر دو۔ ہم نادر کو جواب دے دیں گے کیونکہ نادر نے یہی کہا کہ اگر دلہن اس شادی پر راضی ہے تو میں دلہن لے کر جاؤں گا، اگر وہ انکار کر دے تو میں واپس ہو جاؤں گا۔'، n' شازیم نہ مانی۔ اس نے کہا، نادر قاتل ہے یا مجرم ... وہ جیسا بھی ہے مجھے منظور ہے، اگر آپ لوگوں نے میری شادی نادر سے نہ کی تو میں خود ہی اس کے ساتھ چلی جاؤں گی۔'، n' گھر والوں کے لیے یہ بڑی آزمائش تھی کیونکہ اب تو لڑکی دلہن بن چکی تھی۔ لہذا انہوں نے یہی بہتر سمجھا کہ جو بہ لڑکی چاہتی ہے وہی کرو۔ اگر اس کا یہی فیصلہ ہے تو خود بھگتے گی۔'، n' جلدی جلدی نادر کانکاح شازیم سے پڑھا دیا گیا۔ اس رات پولیس نہ آئی۔ شاید پولیس بھی چاہتی تھی کہ لڑکی والوں کی عزت رہ جائے اور یہ شادی ہو جائے تو اگلے دن نادر کو گرفتار کر لیں گے۔'، n' سادہ کپڑوں میں ملبوس پولیس والوں نے اس رات انکل کے گھر کے گرد پھر دیا۔ اگلے دن جب نادر، شازیم کو ساتھ لے کر رخصت ہونے لگا تو پولیس آگئی۔ شازیم کو والدین کے گھر رہنے دیا گیا اور پولیس نادر کو لے کر چلی گئی۔'، n' اس بات سے جہاں گھر والوں کو بہت صدمہ ہوا وہاں شازیم کے والدین کی رسوائی بھی خوب ہوئی اور شازیم کو کیا ملا؟ کیونکہ وہ دن اور آج کا دن، وہ ابھی تک اپنے والدین کے گھر ہے۔ نادر کو عمر قید ہو گئی اور وہ پھر کبھی شازیم کو وداع کرانے نہ آسکا۔ شازیم اس سے جیل میں ملاقات کرنے جاتی تھی۔ یہ انوکھی محبت تھی کہ سب کچھ سہہ کر بھی نادر سے محبت کرتی رہی اور اس کا انتظار کرتی رہی۔'، n' تنہ جانے شازیم کا یہ فیصلہ غلط تھا یا صحیح ... مگر اس کو اس شادی کی سخت سزا جہیلنی پڑی۔ گھر جس کو وہ دوزخ سمجھتی تھی اور جس جہنم نما ماحول سے وہ چھٹکارا پانا چاہتی تھی، وہ چھٹکارا پھر بھی اس کو نہ مل سکا اور شادی کے بعد وہ ایک دن کے لیے بھی اس گھر سے جاسکی اور نہ ہی اپنے ماحول سے نجات پاسکی۔'، n' قدرت کے فیصلے بھی کس قدر اٹل ہوتے ہیں کہ انسان ان کے آگے بے بس ہو جاتا ہے۔ یہ سچ ہے کہ اس کے حکم کے بغیر پتا بھی نہیں بل سکتا۔'، n' (م... نواب شاہ)